

مکمل ناول

ابن مریم

عالمی سرا

تیسرا اور آخری حصہ



کیا وہ اسلام قبول کر لے گی۔
”اسلام دل سے قبول کرنے کا مذہب ہے۔ دل
سے اقرار کرنے والا مسلمان ہے۔ قول، فعل، ظاہر،
باطن میں یکساں نظر آئے۔ کسی حال میں تقویٰ،
پرہیزگاری، پاکہازی کا دامن نہ چھوڑے۔ اسلام
ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔“ مفتی برہان احمد کاہر لکچر

اس برف باری والے موسم میں بھی وہ پابندی
سے اسلامک سینٹر جارہی تھی۔ با ترجمہ قرآن دوبارہ سے
پڑھ رہی تھی۔ یہاں کے لکچر مفتی برہان احمد اسے بہت
پسند تھے۔ ان کا لہجہ ان کا انداز نہایت مسحور کن تھا۔
اب وہ محسوس کرنے لگی تھی۔ جو اضطراب اور
بے چینی، جرجج جانے سے اس کے اندر تھی، وہ ختم ہوگئی۔ تو

ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء

اس کے دل میں نقش ہوتا جا رہا ہے۔

”نجات اسلام میں ہے۔“

الزبتہ دم بخود سستی رہتی۔ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اس روز بھی وہ اتنے انہماک سے مفتی صاحب کا لیکچر سن رہی تھی کہ وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ باہر نکلی تو اسامہ بھی اپنے دوست کے ساتھ نکل رہا تھا۔

”تم.....“ وہ اس کے پاس آگیا۔

”ہاں، میں تو روز ہی آتی ہوں۔“

”آئی سی..... کیسا لگ رہا ہے؟“

”بہت اچھا۔“

”اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو.....؟“ اس کی

جانب دیکھا۔

اسامہ اسے دیکھے گیا۔

”الزبتہ..... جذبات سے نہیں، سن کر جلد بازی سے نہیں، متاثر ہو کر نہیں، یقین کے ساتھ، دل سے اس مذہب میں داخل ہونا کہ اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں۔“ دونوں ساتھ، ساتھ چلتے اسلامک سینٹر سے باہر آگئے۔

الزبتہ خاموش تھی۔

”کیسے جاؤ گی؟“

”میٹرو سے..... اور تم.....؟“ اسامہ نے اس

کی طرف دیکھا۔

”چلو میں بھی میٹرو سے چلتا ہوں۔“ وہ اس کے

ساتھ چلتے لگا۔

”تم کچھ اداس ہو؟“

اسامہ چپ رہا۔

کیسے بتانا کہ آج پاکستان میں انزلہ کی شادی تھی۔ اس نے اس پر تہمت لگائی، صفائی کا موقع بھی نہیں دیا۔ ایک عرصہ اس کے خوابوں میں رہی تھی، وہ جذباتی لڑکی۔ دکھ تو ہوا تھا مگر کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔ صبح سے دوستوں کے ساتھ تھا۔ پھر اسلامک سینٹر آگیا کہ الزبتہ نظر آگئی۔ اب دونوں ساتھ تھے۔ الزبتہ کے سوال کو نظر انداز کر دیا۔

موضوع اسٹڈی کی طرف آگیا۔ الزبتہ نے زویا کا ذکر چھیڑ دیا۔ اسامہ دادی کی طبیعت بتانے لگا۔ انزلہ کی شادی میں دادا، دادی، امی، ابو کوئی نہیں گیا تھا۔ صرف نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ زویا نے اسے بتایا تھا۔ مگر اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ آج بالکل ہی اس کی یاد کو ختم کر دیا تھا۔

☆☆☆

الزبتہ کا دل خود بخود، قرآن اور تفسیر کے بعد سنت نبویؐ کی طرف کھنچ رہا تھا۔ قرآن تفسیر کے ساتھ اسلامک سینٹر پڑھنے جاتی تھی اور سنت نبویؐ وہ نیٹ پر سیکھ رہی تھی۔

آج رات کچھ نوٹ کر لیا تھا۔ بس ایک سانس لے کر رہ جاتے۔ وقت خود کو دہرا رہا تھا یا مریم کا وقت قبولیت تھا۔ وہ اکثر سوچوں میں گم رہنے لگے تھے۔ مریم کے الفاظ کانوں میں گونجتے۔

”علی آپ لادین تھے۔ آپ نے میرا مذہب میرے لیے قبول کیا فاطمہ کو ضرور بتانا کہ اس کی ماں کا مذہب کیا ہے۔ میری نسل پر یہ احسان ضرور کرنا علی۔“

اب ان کا دل ملامت و سرزنش کرنے لگا تھا۔ آج تک انہوں نے یہ بات مریم کو نہیں بتائی تھی کہ وہ اصل میں کس مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ چرچ لے جاتے رہے۔

☆☆☆

اس روز پایا گھر پر نہیں تھے۔ ان کا لیپ ٹاپ کھول کر وہ ماں کی تصویریں دیکھنے لگی۔ جلدی، جلدی دیکھی ہوئی سب تصویریں دیکھ کر آخری حصے پر آگئی۔ یہاں پایا نے فولڈر بند کر دیا تھا۔ اس نے وہاں سے آگے دیکھنا شروع کیں۔

وہ ماما کی تصویریں تھیں۔ مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے، مسلمانوں کی عظیم عبادت گاہ خانہ کعبہ کے سامنے، سفید کپڑے پہنے، سر جھکائے، چکر لگاتے ہوئے۔

”اوہ..... مائی گاڈ۔“

زویا کی طرح دوپٹا سر کے گرد باندھے نماز کے

سمجھا ہی نہیں۔“ وہ رورہی تھی۔

”اب تو تمہارے اندر یقین ہے۔ تم نے اسلام کو سیکھا ہے، پڑھا ہے، اچھے برے کی تمیز ہے۔“ وہ بولے۔

”میرا نام مریم نے علی رکھا تھا مگر میں اس کا تحفظ نہیں کر سکا۔ پہلے میک تھا۔ پھر علی۔ پھر آجر ہوا۔

میں..... میں.....“ کچھ تذبذب سے وہ خاموش ہوئے۔

”اب میں اسلام پر ریسرچ کر رہا ہوں الزبتھ، نہیں مریم میں بھی دوبارہ سے اپنا نام علی رکھ لوں گا۔“

شرمندگی سے ان کا سر جھکا ہوا تھا۔

”پاپا.....“ اس نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

”ہاں، اب میں دل سے کلمہ پڑھوں گا۔ دل سے اقرار رب کروں گا۔ دل سے اسلام کی تعلیمات اپناؤں گا۔“ ان کے لہجے میں سچائی تھی۔

”پاپا۔“ روتے، روتے اس نے سر اٹھایا۔ اب

کے ندامت کے ساتھ خوشی کے بھی آنسو تھے۔

”ماما نے میرا کیا نام رکھا تھا؟“

”فاطمہ!“

”فاطمہ!“ زیر لب کہا۔ اس کے اندر مٹھاس سی

گھل گئی۔ اور فیصلہ ہو گیا۔ سرب تسلیم خم کر لیا گیا۔

اضطراب، بے چینی، بے کلی ہوا ہوئی۔

غسل کرنے کے بعد وضو کر کے اس نے سفید

لباس پہنا۔ آج حقیقت میں وہ آنکھ لگ رہی تھی۔

”فرشتہ ہونم۔“ روزی ٹھیک کہتی تھی۔

اسلامک سینٹر میں آج سر برہان بہت خاص

موضوع پر لیکچر دے رہے تھے۔ وہ خدا کی توحید بتا

رہے تھے۔

پورا ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔

مفکر اسلام عالمی دانشور برہان احمد اسٹیج پر ڈائس

کے پیچھے کھڑے تھے۔

پورے ہال میں گہری خاموشی تھی۔ سب ہمہ تن

گوش۔ سر اور چہرے کے گرد اسکارف جمائے، سفید

لباس میں شانوں پر اچھی طرح سے دوپٹا ڈالے

دھیرے، دھیرے قدم اٹھاتی وہ اسٹیج کی سیڑھیاں چڑھ

ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء 107

لیے کھڑی اس کا دل بند ہونے لگا۔

”اس کی ماما..... مسلمان تھیں؟ مگر پاپا نے کیوں

چھپایا؟“ اسی لیے چرچ میں اس کا دل گھبراتا تھا۔

”اسی لیے میں مسلمانوں کی گید رنگ میں شوق سے

جاتی تھی۔ اسامہ..... زویا..... اس کا گھر اس کا خاندان کتنا

اچھا لگا تھا۔“ اس کے اندر سے جیسے کوئی اسے نجات کی

طرف بلاتا تھا۔ وہ چرچ جا کر بھی سکون نہیں پاتی تھی۔

”میرے خدا.....“

اس نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

”میری ماں کی دعاؤں نے مجھے تھام رکھا

تھا..... اور پاپا.....“

کوئی دھیرے سے اس کے قریب آ بیٹھا۔

سراٹھایا۔ پاپا تھے۔

”پاپا.....“ غیر یقینی اضطراب سے انہیں دیکھ گئی۔

”آپ، آپ نے مجھ سے کیوں چھپایا، بتایا

نہیں..... کیوں پاپا کیوں..... میری ماما مسلمان تھیں۔“

انہوں نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”اس لیے الزبتھ کہ میں چاہتا تھا کہ تم خود یہ

فیصلہ کرو کہ تمہیں کون سا مذہب اختیار کرنا ہے۔“

”میری طرح نہیں، مریم کے حصول کے لیے میں

بس نام کا مسلمان ہو گیا اور اس کے مرنے کے بعد پھر سے

لا دین ہو گیا۔ مجھے اس کے مرنے کا بہت دکھ تھا، میں

عیسائی بن سکا نہ مسلم۔ مسجد جا سکا نہ چرچ..... خود میں گمن

پیہ میرا مذہب رہا..... پیہ سے میں ہر چیز خرید کر مطمئن

ہوتا رہا۔ مگر اب میرے اندر بے سکونی اور بے چینی در آئی

ہے۔ تلاش شروع ہو گئی اس خدا۔ نئے واحد کی۔“

”آپ نے تو مجھے عیسائیت کے بارے میں بتایا

نہ ہی اسلام کے بارے میں۔“ خفگی سے انہیں

دیکھا۔ وہ رودی۔

”میری ماما مسلمان تھیں میں کیسے عیسائی بن سکتی

تھی۔ میں چرچ جانے سے گھبراتی تھی، بے سکون رہتی

تھی پاپا..... اور..... اور آپ نے میری بے سکونی کو

کر برہان احمد کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی۔ سب محافظ روکتے رہ گئے۔

”جی!“ اشارے سے آنے والوں کو روک کر عینک کی اوٹ سے اسے سر تا پا دیکھا۔

”میں مسلمان ہو کر کلمہ پڑھنا چاہتی ہوں۔“

پورے ہال میں گہری خاموشی مچی۔

”کیوں؟“

”میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے، اس سے اچھا مذہب کوئی نہیں۔ ایمان، تحفظ، عزت، حرمت، پاکیزگی، نجات سب اس میں ہے۔ میں نے سنت نبویؐ پر ریسرچ کی ہے۔“

برہان احمد نے اسے بغور دیکھا اس لڑکی کو کتنے عرصے سے اس ہال کے آخری کونے میں ہمہ تن گوش ہو کر لیکچر سنتے دیکھ رہے تھے۔ اس کی آنکھیں اس کے بیان کے یقین کی گواہی دے رہی تھیں۔ تبھی وہ چونک گئے۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی الہامی کتاب دبی ہوئی تھی۔ انہیں یقین آ گیا۔ حاضرین پر اک نگاہ ڈالی۔ اگلی صف میں بیٹھے اپنے دوستوں پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر اس لڑکی پر۔

”کیا نام ہے آپ کا؟“

”مریم۔“

چونک کر اسے دیکھا۔

”پہلے کیا نام تھا؟“

سر جھکا کر اندر تک پشیمان ہوئی۔ کیا تھی..... اور کیا رہی..... استغفر اللہ.....

”الزبتھ۔“

”آپ وہی مریم تو نہیں جو نیٹ پر..... مجھ سے مذہب اسلام سے متعلق سوال پوچھتی ہو اور ہر لیکچر اور درس کے اختتام پر سوال، جواب کرتی ہو؟“

”جی!“ مریم نے سر جھکا لیا۔

مفتی برہان احمد کو اور کسی تصدیق نامے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ بلا ضرورت صرف دل سے ایمان لانے والی تھی۔

”پڑھو..... لا الہ الا اللہ.....“

پورا ہال خوشی و مسرت سے ہمہ تن گوش تھا۔

اور..... اور اسامہ بن محسن..... دم بخود اسے مسلمان ہوتے دیکھ رہا تھا۔

دل سے زبان، آنکھوں سے، آنسوؤں سے مسلمان ہو رہی تھی۔ کلمہ طیبہ پڑھ رہی تھی۔ دل سے اقرار رب کر رہی تھی، زبان سے ادائیگی عشق و محبت ادا کر رہی تھی۔ پورا ہال سرشاری اور محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسامہ کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

☆☆☆

”بہت، بہت مبارک ہو۔“ وش کرنے والوں میں سب سے پہلے اسامہ تھا۔ اس کے سامنے کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

”مجھے خوشی ہے کہ یہ فیصلہ تمہارا اپنا ہے۔ تمہاری سوچ تمہارے دل، تمہارے دماغ کا ہے، اس لیے میں نے تمہیں اس سلسلے میں..... تمہاری کوئی مدد نہیں کی.....“ خوشی اس کے چہرے پر تھی۔

”تم مسلمان تھیں۔ تمہاری روح مسلمان تھی، مجھے تمہیں پہلی نظر میں دیکھتے ہی احساس ہو گیا تھا۔ تمہارا نام بھی مریم تھا۔ تم مجھے کبھی بھی عیسائی نہیں لگیں۔ الزبتھ تم پر سوٹ نہیں کرتا تھا۔ ہمیشہ ایک بھنگی ہوئی روح لگیں۔“

آتے جاتے لوگ اسے مبارک باد دینے لگے۔ السلام علیکم کہتے ہوئے گزرے۔ ایک بوڑھی خاتون نے اسے گلے لگایا، پیار کیا۔ وہ اسے لے کر سنگی بیچ پر بیٹھ گیا۔ برف باری، دھیرے، دھیرے پھوار کی شکل میں ہو رہی تھی۔ ہر سو تقدس، احترام، پاکیزگی کا نظارہ تھا۔ اس وقت مریم اسے مقدس مریم لگی۔

مریم کے چہرے پر بہت خوب صورت رنگ تھے، خوشی تھی، دل چاہ رہا تھا کہ اسے دیکھے جائے، دیکھے جائے..... وہ خاموش تھی۔

وہ بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا..... بتانا چاہتا تھا مگر فی الحال نہیں.....

”اس کے لیے ہم تمہیں کوئی آفر نہیں دے سکتے، یہ تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔“ سنجیدگی سے اسے دیکھا۔
”میں جو اتنے سالوں سے تمہارے ساتھ ہوں، ہم قدم ہوں، دکھ درد، تکلیف ہر حالات میں۔“ گہری سنجیدگی سے دیکھا۔

اور پھر دونوں چونک گئے۔

”چپکے، چپکے کی جانے والی اس اسٹڈی میں جو تم لوگ اپنے، اپنے لپٹ لپٹ پر کرتے تھے.....“
”کیا..... کیا کہنا چاہتی ہو؟“ دونوں ہکا بکا رہ گئے۔
”ہاں۔“ ٹیم نے سر جھکا لیا۔

”یہ سچ ہے مجھے بھی اسلامی تعلیم نے متاثر کیا ہے۔ میں نیٹ پر مفتی برہان احمد کے لیکچر سنی تھی اور اپنی مسلمان ممبر (پڑوسن) کے گھر باقاعدگی سے جاتی تھی میں بہت کچھ جان گئی ہوں۔۔۔ اسلام کے بارے میں۔ سارا کا سارا۔“

”ماما۔“ مریم ان کے گلے لگ گئی۔

ماحول ہی بدل گیا تھا۔ خوشی غم کے آنسو تھے کے قہقہے نہیں رہے تھے۔

اگلے دن یہ پورا گھرانا اسکالر برہان احمد کے ہاتھوں مسلمان ہوا۔ ٹیم کا اسلامی نام خدیجہ رکھا گیا اور آجر کا علی اور ڈیوڈ کا نام اذان رکھا گیا۔

اگلے دن علی نے اپنا فلیٹ سیل کر دیا۔ مسلمانوں کے علاقے میں دوسرا فلیٹ لیا۔ اچھی طرح گھر کی صفائی کے بعد انہوں نے برہان احمد کے ساتھ ہی اس گھر میں قدم رکھا، جہاں اسلامی روایت کے مطابق قرآن پاک پہلے لایا گیا۔

اسامہ اگلے ہفتے تک اسے ڈھونڈتا رہا، تلاش کرتا رہا مگر اس کی مصروفیت بہت اعلیٰ وارفع تھیں۔

اس روز وہ اپنا اسائنمنٹ جمع کروا کر لان کی سیڑھیوں پر بیٹھا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ مریم کا سیل بھی آف جا رہا تھا۔ اس کے دل میں خوف بھی تھا کہ کہیں کچھ ہونہ کیا ہو۔

تبھی روزی آگئی۔ اس کے سامنے کمر پر ہاتھ

خاموش لمحے دونوں ایک ساتھ گزار رہے تھے۔

☆☆☆

وہ گھر آگئی۔

خاموش، چہرے کے تقدس آمیز رنگ، سلیقے سے جما اسکارف اور جسم کے گرو لپٹا دوپٹا..... آجر چونک گئے۔

”تم..... تم.....“ وہ مزید کچھ نہ بول سکے۔

”جی پاپا!“ وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

”الحمد للہ..... میں مسلمان ہو گئی ہوں اور میں اب یہاں کیسے رہوں گی۔“ انہیں دیکھا۔

”مجھے ہاسٹل شفٹ ہو جانا چاہیے یا پھر.....“

”الزبتھ۔“

”الزبتھ نہیں، پاپا..... مریم..... ہاں آپ فاطمہ بھی کہہ سکتے ہیں مگر مجھے مریم پسند ہے۔“ دھیرے سے کہا۔

”تم نے مجھے بتائے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔“
گلہ آمیز انداز میں دیکھا۔

”پاپا یہ فیصلہ برسوں پہلے ہو چکا تھا آج تو بس عمل ہوا ہے، تجدید و قیام ہوئی ہے۔“

”میں بھی تو مسلمان ہونا چاہتا تھا۔“

مریم انہیں دیکھ گئی۔

”مجھے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا ہے۔ اپنی مریم سے معافی مانگنی ہے۔ اب میں دل کی گہرائیوں سے مسلمان ہوں گا۔ اس قبولیت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوگا۔ میں اللہ کی وحدانیت پر ایک قرآن، ایک رسول پر ایمان لاؤں گا۔“ انہوں نے مہرجوش انداز میں کہا۔ مریم نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

”اور..... میں..... میں کہاں جاؤں گی؟“ ٹیم جانے کب ان کے برابر آکر بیٹھ گئی۔

”تم.....!“ آجر نے اسے دیکھا۔

”آجر..... تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا۔“

”ہم مسلمان ہیں۔ تم سے ہمارا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ ڈیوڈ کو میں اپنا مذہب دوں گا۔ دین اسلام۔“

”لیکن میں..... میں کہاں جاؤں گی۔“ خفگی سے اس نے اپنی جانب اشارہ کیا۔

باندھ کر کھڑی ہو کر اسے گھورتی رہی۔
 ”تو تم نے کر لیا جو تم کرنا چاہتے تھے..... مگر تم
 نے یہ اچھا نہیں کیا.....“ غصے سے لفظ چبائے۔

اسامہ اسے دیکھے گیا۔

”تم نے اسے بالآخر مسلمان کر لیا۔“

”نہیں، میں نے نہیں کیا، یہ اس کا اپنا ذاتی فیصلہ
 ہے۔ میں نے کبھی اس موضوع پر اس سے کوئی بات

نہیں کی کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے۔“ اس کے
 ساتھ کھڑے اس کے دوست نے اس کے شانے پر
 گھونسا مار دیا۔ اس سے پہلے خواہ مخواہ کی بات بڑھتی۔
 روزی اسے لے کر چلی گئی۔

اسامہ بیٹھا رہا۔

☆☆☆

نئی زندگی کی ابتدا..... اسلامی تہذیب، اسلامی
 معاملات زندگی، اسلامی ماحول، سب بہت اچھا لگ
 رہا تھا۔ دل بے حد خوش، مطمئن اور ہلکا تھا۔ سب سیٹ
 ہونے کے بعد سب سے پہلے اس نے یہ خوش خبری زویا
 کو سنائی۔ زویا گنگ ہو گئی۔

”واقعی؟“

”ہاں..... سچ۔“

”بہت، بہت مبارک ہو، خوش آمدید۔ سچ
 پاکستان آ جاؤ بہت مزہ آئے گا۔“

”ہاں میں بھی پاکستان آنا چاہتی ہوں مگر ابھی نہیں۔“
 ”پھر کب؟“

”بس اپنے آخری سمسٹر کے بعد۔“

”وہ کب ختم ہوگا؟“ بے چینی سے کہا۔

”بہت جلد..... زویا..... میری ایک خواہش
 ہے۔“

”کیا؟“

”میں سارے اسلامی مذہبی تہوار سب سے پہلے
 تمہارے ساتھ گزاروں، روزے، عید، حج، قربانی کی عید،
 ان سب تہواروں کو میں نے دور، دور سے دیکھا ہے،

110 ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء

دوسرے مذہب میں، دوسروں کے رنگ میں اپنی زندگی کے
 یہ سب پہلے تہوار تم لوگوں کے ساتھ منانا چاہتی ہوں۔ سیکھنا
 چاہتی ہوں تاکہ جب میں اپنا گھر بناؤں تو وہاں یہ سب
 تہوار جوش و جذبے سے مناؤں۔“ مریم دھیرے،
 دھیرے بول رہی تھی اپنی خواہش کو مجسم دیکھ رہی تھی۔

”ہاں، مریم تم آؤ ضرور آؤ بلکہ پاکستان میں ہی
 رہ جانا۔ بلکہ مریم ہم تمہاری کسی پاکستانی لڑکے سے
 شادی کر دیں گے۔“

زویا الگ اپنا پروگرام بتا رہی تھی۔ مریم جنے لگی
 اور ہنسنے، ہنسنے سیاہ آنکھوں، گھنی مونچھوں اور گھنے
 بالوں والا وہ..... دراز قد لوجوان یاد آ گیا۔

☆☆☆

”دادی جان بہت خوش ہیں، مبارک باد دے
 رہی ہیں، کہہ رہی ہیں کہ جلدی آنا پاکستان۔“ رات
 زویا کا دوبارہ فون آیا۔

”اوکے، اوکے۔“ وہ ہنس رہی تھی۔

اسامہ اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔

اپنی خوشی کو محسوس کرتے، کرتے اسے اسامہ کا
 خیال آیا۔ اور وہ اس برف باری کے موسم میں یونیورسٹی
 آگئی۔ اس کے نمبر پر کال کر کے بلایا..... اور..... اور
 وہ بھاگا چلا آیا۔

”تم..... تم کہاں تھیں؟ کیا ہوا تمہارے ساتھ؟“
 بے قراری سے پوچھا۔ ”فون بھی بند تھا۔“

جواب میں مسکراتے ہوئے ان گزرے دو
 ہفتوں کی کہانی سنا دی اور اسامہ دم بخود سن رہا تھا۔
 ایک بار پھر ڈھیر ساری مبارک باد دی۔

زندگی میں بہت امن سکون، سلامتی آگئی تھی۔
 اسلامک سینٹر میں اس نے باقاعدہ نماز پڑھنا سیکھی۔ اب
 گھر میں سب کو نماز پڑھا رہی تھی۔ عقائد یاد کرواتی،
 قرآن پڑھاتی۔ سب اسے اچھا لگتا تھا۔

اور اس روز وہ حیران رہ گئی۔ معاذ وسیع کا فون آیا۔

”آپ!“

”ہاں..... زویا سے آپ کا نمبر لیا ہے، بہت،

تصویروں میں ماما نے اسے گود میں اٹھایا ہوا تھا۔
”یہ لونٹھی منی سی فاطمہ.....“ پاپا نے اس کی جانب ایک تصویر بڑھائی۔

”پاپا، فاطمہ نام بھی اچھا تھا۔“
”ہاں، تمہارے پاس چوٹس ہے، فاطمہ یا مریم..... جو نام بھی رکھ لو.....“ وہ بغور تصویریں دیکھ رہے تھے۔ دلہن بنی ہوئی مریم اور وہ..... یاد ماضی، وہ زیر لب مسکرا رہے تھے۔

”یہ دیکھو تمہارے گرینڈ مائینڈ گرینڈ پاپا.....“
ایک اور تصویر اس کی جانب بڑھائی۔
مریم نے بغور دیکھا..... پیچھے لکھا تھا۔

”میں رباب اور مریم.....“
”یہ مریم کی دلہن بنی ہوئی تصویر، یہ دیکھو وہ بچپن میں سائیکل چلا رہی ہے، مریم بتاتی تھی کہ اس کے پاپا کو تصویریں کھینچنے کا بہت شوق تھا۔ اس کے پاپا کی بھی مریم کی ماں کے ساتھ لومیرج تھی۔ وہ تصویریں کھینچ کھینچ کر پاکستان بھجواتے تھے۔“

مریم خاموشی سے سن رہی تھی۔ بہت ساری تصویریں تھیں ایک اور مرد، عورت کی تصویر اٹھائی۔

”دیکھو یہ مریم کی دادی، فاطمہ اور دادا لیتھ احمد..... مریم بتاتی تھی کہ اس کے پاپا کو اپنے پیرئٹس سے محبت بہت تھی۔ وہ اپنی فیملی کو پاکستان لے کر جانا چاہتے تھے مگر انہوں نے ان کی شادی کو قبول نہیں کیا۔ بہت کوشش کی مگر بے سود رہی..... ان کا اسی دکھ میں انتقال ہو گیا۔ مریم کے فادر کو اس دکھ میں ہارٹ ایٹک ہو گیا تھا۔ پھر مریم کی مدد کرنے اس کی پرورش کی، جاب کی۔ پاکستان میں ان کے مسیونڈ کے ایک بھائی تھے جو انہیں کافی سپورٹ کرتے تھے۔“

مریم دم بخود سن رہی تھی۔

”اس کا تعلق پیچھے سے پاکستان سے ہے۔ جی اے پاکستان بہت پسند ہے۔ مریم کہتی تھی وہ ان کے پاس پاکستان ضرور جائے گی۔“ پاپا بتا رہے تھے۔
ایک بار وہ پھر تصویریں دیکھنے لگی۔ ایک تصویر

بہت مبارک ہو آپ کو ہمارے مذہب میں آنا، کیسا لگ رہا ہے؟“

وہ اب تک یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ معاذ وسیع اسے کال کر سکتا ہے۔ اس کا دیکھنا محسوس کیا تھا مگر..... پھر محض وہم کہہ کر ٹال دیا تھا۔

شاید..... یہ وہم نہ ہو..... معاذ اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا، ادھر ادھر کی باتیں، تعلیمی مراحل، آئندہ کی پلاننگ۔ وہ دھیرے دھیرے بتا رہی تھی اس سے باتیں کرنا مریم کو اچھا لگ رہا تھا۔

☆☆☆

مریم نے خوشی، خوشی یہ بات اسامہ کو بتائی معاذ کا فون آیا تھا۔ اسامہ اسے دیکھے گیا..... پھر گہری سانس لی۔

”مریم، اسلام قبول کرنے کے بعد تم ہمارے گھر کا حصہ بن گئی ہو..... سب تمہاری تعریفیں کرتے ہیں، تمہارا نام لیتے ہیں۔“ اسامہ خوشی، خوشی بتا رہا تھا۔
”دادا، دادی تمہیں بہت پسند کرتے ہیں ان کے بھائی سے جو تم ملتی ہو بہت شباہت آتی ہے۔“
مریم سر جھکائے سنتی رہی۔

☆☆☆

رات وہ نیٹ پر سورہ رحمن قدرے بلند آواز سے سن رہی تھی۔ اذان دوسرا کلمہ یاد کر رہا تھا۔ اس کا اسلامک اسکول میں ایڈمیشن کروادیا تھا۔ اور وہ ان تبدیلیوں کو بخوشی قبول کر رہا تھا۔ خدیجہ (ٹیم) بھی بہت خوش تھیں۔ پاپا اس کے کمرے میں آئے تھے، کھلا سا ٹراؤزر قدرے اونچا ڈھیلی، ڈھالی شرٹ، سر پر ٹوپی..... بہت اچھے لگ رہے تھے۔

”یہ لومریم.....“ چھوٹا سا بیک اس کی جانب بڑھایا۔
”یہ کیا ہے.....؟“

”یہ تمہاری ماما کی تصویریں ہیں کچھ بہت پرانی ہیں ان کے گھر والوں کے ساتھ۔“

”اچھا..... وہ فائل بند کر کے بیک کھول کر دیکھنے لگی۔ ایک کے بعد ایک تصویریں نکالتی گئی۔ مختلف

پھر اٹھائی..... پیچھے لکھا تھا۔ ”میں اور میرا بھائی ثار احمد..... ایک اور تصویر اٹھائی.....“ ”میرا پیارا بھتیجا احمد.....“ ایک اور تصویر اٹھائی، چار، پانچ افراد کا گروپ فوٹو تھا۔ ”آپا جان، زبیدہ باجی، بھیا، اباجی، میں اور ثار.....“ جانے کیوں اس تصویر کو وہ دیکھے گئی۔ ہنستے، مسکراتے چہرے جو کئی سالوں پہلے جوان تھے، اب جانے کیسے ہوں گے۔

اس کے دل کے احساسات عجیب سے تھے۔ اس کے دل کی خواہش ہو رہی تھی کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی اسلامی ملک میں رہے اولین خواہش پاکستان میں رہنے کی تھی۔ دوسرے نمبر پر ترکی تھا اس کی ماں کا ملک..... اس کا ارادہ تھا پاپا سے بات کرے گی اس موضوع پر..... مگر..... اب اس کے لب ساکت رہ گئے تھے اور وہ ششدر تھی۔

”مریم ہم اگلے سال مناسک حج کی ادائیگی کے لیے جائیں گے تو ادھر ہی رہ جائیں گے۔“ ”پاپا بے سوچے سمجھے کہہ رہے تھے۔“

”اگر وہاں نہ رہ پائے تو ترک میں رہیں گے نئی زندگی ہے تو جگہ بھی نئی ہونا..... لوگ یہاں ہمیں پرانے حوالے سے دیکھتے ہیں، ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے ہیں اب.....“ وہ دھیرے، دھیرے کہہ رہے تھے۔ مریم دم بخود تھی۔

”مجھے آرڈر ملنا بند ہو رہے ہیں، میں کب تک چھپ سکتا ہوں..... خدیجہ کا بھی یہی حال ہے۔“ ”جی.....“

”تمہارا رزلٹ آجائے تو میں استنبول میں رہائش کی کوشش کرتا ہوں۔ وہاں میرے ذرائع ہیں، ایک عرصہ رہا ہوں.....“

”جی پاپا.....“ وہ اندر سے بے چین تھی۔

”پاپا.....“

”ہوں.....“ وہ تصویریں سمیٹنے لگے۔

”ان کا کوئی ایڈریس وغیرہ نہیں ہے؟“ اس نے پوچھا۔ ”ان تصویروں کے پیچھے کہیں لکھا ہوگا..... میں

ماہنامہ پاکیزہ - دسمبر 2022ء

زیادہ نہیں جانتا..... ہماری شادی کے کچھ عرصے بعد ہی مریم کی مدر کا انتقال ہو گیا تھا۔“ وہ سر جھکا کر چند تصویریں ہاتھ میں لے کر کچھ سوچنے لگے۔

”پاپا بے شک..... آپ ترکی میں رہائش کا انتظام کریں مگر میں پہلے پاکستان جاؤں گی..... رمضان میں اسامہ کے ساتھ اس کے گھر پر گزاروں گی۔ وہ لوگ پاکستانی اور مکمل مذہبی ہیں اب کے پہلا تہوار میں ادھر ہی گزاروں گی۔“

”مریم.....“ وہ کچھ تذبذب سے اسے دیکھنے لگے۔ ”اس کی گرینڈ ما..... سسر، کزنز میرا انتظار کر رہی ہیں.....“ مریم نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

”اوکے.....“ انہوں نے اجازت دے دی۔ ”ہو سکتا ہے میں اپنی پاکستانی شناخت بھی ڈھونڈ لوں.....“

”مت ایسا کرنا.....“ بے ساختہ انہوں نے کہا۔ ”کیوں پاپا.....؟“ چونک کر انہیں دیکھا۔ ”اگر انہوں نے تمہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تو..... تو بیٹا تمہیں بہت دکھ ہوگا.....“ کہتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ ”ہوں.....“

اگلی ملاقات پر اس نے خوشی، خوشی اسامہ کو بتایا کہ اس کا تعلق بھی پاکستان سے ہے اس کے دادا پاکستانی تھے اور دادی..... ترکی..... اسے خوشی تھی کہ وہ بھی پاکستان میں ایک گرینڈ فیملی رکھتی ہے۔ اسامہ بھی یہ سن کر خوش ہوا۔

”میں اس سال کا رمضان بھی پاکستان میں گزاروں گی۔“

”مگر میں تو پاکستان جانے کا ارادہ نہیں رکھتا کم سے کم اس سال.....“

”کیوں.....؟“ وہ اچھنبے سے بولی۔

”ایسے ہی۔“ گہری سانس لی..... اور پارک کے اس حصے کو دیکھنے لگا جو پرندوں کے لیے خاص بنایا گیا تھا۔ ڈھیروں رنگ برنگ پرندے، کبوتر، چڑیاں

بہترین تحریریں، لا جواب روداد اور
اعلیٰ داستانیں پڑھنے والوں کے لیے
سرگزشت کا مطالعہ ضروری ہے

کراچی
ماہنامہ
سرگزشت

شمارہ دسمبر 2022ء
کی تسلیاں

دخم خوردہ

اُس ادب پرست نے سرزمین
سندھ کے اولیاء کس کی پہچان کرائی

معتق دودان

فن تنقید کو ایک نئی سمت
دینے والے کا ذکر خاص

علائقہ زبانیں

مرتی ہوئی زبانیں جن کے تحفظ
کی ذمہ داری ہم سب پر ہے

ایک ایسی سچ بیانی جو
آپ کو چونکا دے گی

بک اسٹالز پر جلد نیا شمارہ مختص کرا لیں

بقلم خود معروف قلم کار منظر امام
کی دلچسپ خودنوشت دوسیاہ ایک
سر بکف نوجوان کی لہورنگ داستان
اور بھی بہت کچھ ڈھیر ساری سچ بیانی
سچے قصے تاریخی واقعات

بک اسٹالز پر جلد نیا شمارہ مختص کرا لیں

اترتے، دانہ کھاتے، پانی پیتے اور اڑ جاتے..... بچے
شوق سے پرندوں کو دیکھتے، بچے بھاگتے ہوئے اس
جگہ پر آتے پرندے خوف سے اڑتے والدین
پرندوں کے درمیان تصویریں کھینچتے، خود اس کی بھی کئی
تصویریں تھیں۔

”کیوں اسامہ.....“

”میرا زلٹ آنے میں ٹائم ہے، میں زلٹ لے
کر ہی جاؤں گا بار، بار اتنی دور کا سفر کیسے کروں
گا..... فرسٹ سے میری جاب بھی اشارٹ ہے
یہاں.....“ ایک نیا انکشاف ہوا۔

”پاپا ترکی میں رہائش رکھنا چاہتے ہیں۔“
دھیرے سے اس نے بتایا..... وہ اپنی ہر بات اسامہ
سے شیر کرتی تھی۔

”اچھی بات ہے، میں جانتا ہوں یہاں کچھ
پرابلم کا سامنا ہوگا..... میں تم سے اسی موضوع پر بات
نہی کرنا چاہتا تھا۔“

”ہوں اسی لیے میں پاکستان جانا چاہتی
ہوں..... پہلے“ اسامہ بہت کچھ سوچے گیا، اس کے
ساتھ جانا، وہاں پر سب کا سلوک انزلہ کا رویہ..... اور
بھی جانے کیا، کیا۔

اسامہ کا دل بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی
زندگی میں کیسی محبت کی تھی۔ انزلہ کا ظاہر دیکھ کر..... اس
کی خوب صورتی دیکھ کر..... حالانکہ زویا نے بتایا سمجھایا
تھا کہ انزلہ تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے، وہ دوسروں سے
حسد رکھتی ہے اور اسے خود نمائی، خود ستائش کی عادت
ہے۔ مگر نہیں اس کی خوب صورتی نے تو اسے جتلائے
محبت کیا تھا۔ مگر ایسی خوب صورتی کا کیا حاصل جب
انسان کے اندر تہذیب، شائستگی، رشتوں کا احترام نہ
ہو، بولنے کی تمیز نہ ہو یہ سب وہ اب سوچ رہا تھا۔

☆☆☆

زلٹ کا انتظار کرنا تھا، پاپا نے نقل مکانی کرنی
تھی۔ اس کے پاس ابھی وقت تھا پھر آگے جاب کرنا
تھی۔ وہ اکیلی ہی پاکستان آگئی۔ ماہ رمضان کی آمد،

آمد تھی۔ اپنی زندگی کا پہلا رمضان وہ بہت اچھے طریقے سے گزارنا چاہتی تھی۔ اور اسامہ کے گھر سے اچھا گھر کوئی نہیں تھا۔

اٹرپورٹ پر کریم حسن نواز، زویا، حمزہ اور معاذ لینے آئے تھے۔ اسامہ نے بتا دیا تھا۔ گرین ٹراؤزر شرٹ، لائیک کوٹ اسکارف اور سوٹ کے ہم رنگ اسٹار..... سادگی اور پُرکاری کا پیکر..... معاذ کے دل میں وہ اتر گئی تھی۔ خیر دل میں تو وہ پہلے دن ہی براجمان ہو گئی تھی۔

زویا گر بخوشی سے ملی..... دادا جان نے پیار کیا، حمزہ نے سڑی بیگ لینا چاہا۔ معاذ نے آگے بڑھ کر اٹھالیا۔ نسبتاً مسکراتا قافلہ گھر آ گیا۔ سب اس سے اچھے سے ملے۔ دادی جان نے پیار کیا۔ زہرہ آٹنی کا گریز آج بھی برقرار تھا۔

پُر تکلف کھانا.....
”یہ لو..... یہ لو..... شب برات کا حلوا.....“ اسے اب کے زویا کا کمر املا تھا۔ زویا اس کے ساتھ تھی۔ کافی کے ساتھ حلوا بھی لے آئی۔

”یہ بیسن کا..... یہ سو جی کا کھاؤ اور مزے کرو اور سنو..... بنانا بھی سیکھنا ہے۔“

مریم مزے سے کھانے لگی..... اسے پسند آیا۔
”تم ذرا پہلے آئیں تو مل کر شب برات کے حلوے بھی بناتے۔ مل کر خصوصی طور پر عبادت کرتے، دعائیں مانگتے۔“

”ہوں..... آئندہ سہی.....“ اسامہ نے اس کے خاندان کے متعلق بس کچھ گھروالوں کو بتا دیا تھا۔
”ہاں آئندہ سہی.....“ زویا ہنسی۔

”خدا کرے تمہاری شادی پاکستان میں ہی ہو وہاں تم سے کون ملنے آئے گا اتنی دور.....“ وہ ہنسی۔
زویا بہت خوش تھی۔

”دادی سے کہوں گی تمہارے لیے رشہ دیکھیں..... اسی عید پر میری بھی شادی ہے ناں تیاریاں چل رہی ہیں۔“ زویا خوشی، خوشی بتا رہی تھی۔

”سر پرانز.....“ مریم کی آنکھیں چمکنے لگیں۔
”یہاں کی شادیاں بڑے مزے کی ہوتی ہیں، خاص طور پر پہلے دوپٹے کی رسم، اور ہاتھوں میں مہندی، سرخ لباس..... واؤ امیزنگ.....“ مریم پُر جوش تھی۔
زویا کو ہنسی آ گئی..... اسے گلے لگالیا۔

☆☆☆

اگلی صبح وہ جلد بیدار ہو کر لان میں آ گئی سب کچھ ویسا ہی تھا۔ وہی لان، وہی جھولا، وہی سبزہ اور وہی سرخ، پیلے، سفید پھولوں کے پودے..... بہت اچھا لگتا تھا اسے لان میں گھومنا۔ پہلے جب آئی تھی صبح اٹھ کر دیر تک گھومتی، شہتہ رہتی..... پھول جمع کرتی اور سب کے اٹھنے سے پہلے اپنے کمرے میں آ جاتی۔ آتے، آتے ہاتھ میں پکڑے پھول مختلف جگہوں پر رکھتی ہوئی آ جاتی۔

آج بھی اس نے یہی کیا تھا۔ اور صبح آفس جاتے ہوئے معاذ، ڈائمنگ ٹیبل کے گلدان میں، کاریڈور کے واز میں اور لاونج ٹیبل میں کارزن ٹیبل پر رکھے پھول دیکھ کر چونک گیا۔ ایک پھول اٹھا کر سوگھا..... اور جیب میں ڈال کر باہر آ گیا۔

کچن میں کھڑی زویا محسن نے یہ منظر حیرت سے دیکھا تھا۔ ”معاذ اور پھول..... مگر یہ پھول آئے کہاں سے.....؟ صبح کون اٹھ کر گیا؟“ اس نے سوچا۔
”مریم.....“ وہ چونکی۔ ”ہاں مریم کو ہی سحر خیزی کی عادت ہے۔“ اس نے سوچا۔

☆☆☆

زویا اس کا بہت خیال رکھ رہی تھی۔ یہ اسامہ کی ہدایت تھی۔ زویا اسے اپنی شادی کی تیاریاں دکھا رہی تھی۔ زرق برق کپڑے، سینڈلز، جیولری دیگر چیزیں..... سب اسے پسند آئے۔

دادا جان اور دادی جان نے کہا کہ اسے بھی شاپنگ کروا کر لاؤ..... ”کون جائے گا..... روزے کی حالت میں..... امی آپ ساتھ چلیں..... مریم کو اچھا سا جوڑا خرید دیں.....“

کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا تھا۔ بہر حال زہرہ اس کے ساتھ شاپنگ کے لیے نہیں گئیں۔ زویا اور حنا نے شاپنگ کروائی تھی۔ اسے بہت مزہ آیا۔ یہاں کے بازار دیکھ کر۔ عمارہ پھوپھو ایک بار بھی نہیں آئیں۔ معاذ آتے جاتے اسے دیکھتا مسکراتا تھا تاہم زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ بس کبھی سلام دعا ہو جاتی۔

ماہ رمضان بہت اچھے طریقے سے گزار رہی تھی۔ پہلے روزے سے پندرہواں روزہ آگیا تھا سب کے ساتھ مل کر سحری افطاری میں ہاتھ بٹاتی۔ بچن میں ایک رونق رہتی۔ حمزہ، معاذ، احسن آتے جاتے کہہ رہے ہوتے ارے کچھ کام بھی کر لیں۔ شربت بنائیں، فروٹ چاٹ بنائیں، اردو وہ اب باقاعدہ بول بھی سکتی تھی۔ پھر لاؤنج میں وسیع دسترخوان بچھایا جاتا۔ دائیں جانب خواتین ہوتیں، بائیں جانب گھر کے سارے مرد۔

شروع میں دادا جان، دادی جان بیٹھتے تھے۔ دس منٹ پہلے خاموشی چھا جاتی دادا جان بلند آواز سے دعائیں پڑھ رہے ہوتے۔ سورۃ قدر کی تلاوت کرتے پھر کچھ دیر بعد قریم مسجد سے اذان مغرب بلند ہوتی۔ یہ روز کا معمول تھا۔

وہ اسامہ کو یہ سب بتاتے ہوئے بہت خوشی محسوس کرتی تھی۔ پاپا سے روز بات ہوتی تھی۔ انہیں ترکی میں ایک اپارٹمنٹ مل گیا تھا۔ وہاں ان سب کے روزے بھی بہت اچھے گزر رہے تھے، نماز کے لیے وہ تینوں باقاعدہ اسلامک سینٹر جارہے تھے۔ واپس جانے کے لیے اس کا دل بے ایمان ہو رہا تھا۔ مگر یہاں کچھ بھی نہیں تھا کہ جو اسے روک سکتا۔

☆☆☆

”مریم..... تم نے زویا کو اور دادا جان کو بتایا کہ تمہارے گرینڈ پیئرٹس پاکستانی تھے؟“ اس روز اسامہ نے اسے یاد دلایا۔

”نہیں.....“

”تو بتاؤ ناں ہو سکتا وہ تلاش میں مدد کریں..... ان کو اپنی پرانی تصویریں دکھاؤ..... کوئی ایڈریس ہے تو ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء 115

”مجھے مجبور مت کرنا ساتھ لے جانے کے لیے ایک آنکھ نہیں بھاتی..... نہ یہ منحوس آتی اور نہ میرے بیٹے کی منگنی ٹوٹی..... اب وہ پاکستان آنے کا نام نہیں لے رہا.....“

”امی انزلہ بھائی کے قابل نہیں تھی۔“

”تو کیا یہ سفید شلجم بھی تمہارے بھائی کے قابل.....“

”اگر نصیب میں یہ ہی آپ کی بہو ہوئی تو.....“

شرارت سے وہ ان کے قریب جھکی۔

”زویا..... یہ بات بھی منہ سے مت نکالنا..... یہ ناممکن ہے..... انزلہ نہیں تو..... یہ بھی نہیں جانتی ہو عمارہ مجھ سے کتنی ناراض ہے۔“ خنکی سے دیکھا۔

”عمارہ پھوپھو نہیں پھوپا جان ناراض ہیں انہیں انزلہ کی بد فطرت کا علم نہیں کیا..... اور پھر امی یہ نصیب کے کھیل ہوتے ہیں۔“

”تم..... بتا دینا..... اسامہ کو اس (مریم) کا نام بھی نہ لے.....“ زویا ہنس دی۔

”اور اگر لے لیا تو.....؟ گویا ماں کا امتحان لیا۔“

”تو پھر میرے مرنے کا انتظار کر لے.....“ صاف گوئی سے کہا۔

اور زویا ماں کی ناپسندیدگی جان کر خاموش ہو گئی وہ تو سوچ رہی تھی کہ بھائی سے بات کرے گی کہ مریم اچھی لڑکی ہے، کیا پتا بھائی کی بھی مرضی ہو..... مگر امی نے تو بات ہی ختم کر دی تھی۔

☆☆☆

مریم بہت خوش تھی۔ اسامہ کو فون کرتی، اسے زویا کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے مزہ آتا، زویا نے اسے بہت سی چھوٹی، چھوٹی دینی باتیں کرنا سکھائیں اور ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، سلام کرنا، الحمد للہ کہنا سبحان اللہ، یہ تمک اللہ دیگر تسبیحات پڑھنا۔ اپنے مذہب کی معلومات اسے سب یاد کرنے میں ایک سرور آ رہا تھا۔ دادی جان، اس سے سب سنتیں..... وہ اسے کلمے یاد کروا رہی تھیں۔ قرآن پاک کی چھوٹی سورتیں، چہار قل وغیرہ..... اس سے پہلے دادی نے سب پاک

”کیا ہوا؟“ حنا نے پوچھا۔ مریم گھبرا کر پیچھے ہوئی۔
”نوسو چوے کھا کر بلی جج کو چلی.....“ ٹھٹھلا کر
وہ ہنسی..... اشارہ مریم کی جانب تھا۔

”پری بات ہے انزلہ..... یہ بچی مسلمان ہے۔“
”تھی تو پہلے کافران اور کافروں کو حلال، حرام
سب ہضم ہوتا ہے۔“ اس کا لہجہ تلخ تھا۔ مریم اسے دیکھے
گئی۔ انزلہ کی جلد پر لگا میک اپ بہت چمک رہا تھا۔

”کھسیانی بلی کھما تو ہے.....“ رات ہی یہ جملہ
احسن ہنس، ہنس کر حنا کو بول رہا تھا۔ مریم کو یاد رہ گیا
تھا۔ جانے کیوں اس کے منہ سے نکل گیا۔

”کیا، کیا بکواس کی بدتمیز عورت.....“ انزلہ کے
تو آگ لگ گئی۔ مریم پیچھے ہٹی۔ مریم کے منہ پر انزلہ
نے ہاتھ میں پکڑی بوتل کا پانی پھینکا..... شاید اس کا
روزہ نہیں تھا۔

”انزلہ کیا بدتمیزی ہے۔“

”یہ کیا بکواس کر رہی ہے۔“

”پہل تم نے کی تھی۔“

”اس سے کہو اپنی حد میں رہے یا دفع ہو جائے
یہاں سے۔“

”تم جاؤ یہاں سے..... ہمارا روزہ مکروہ نہیں
کرو..... اس نے کچھ نہیں کہا۔“

”تم..... تم کیوں اس کی سائڈ لے رہی
ہو..... احسن کو اگر بول دیا ناں کچھ تو ساری شادی
وادی دھری کی دھری رہ جائے گی روتی پھرو گی۔“
انزلہ اچھی خاصی بدتمیزی پر اتر آئی تھی۔

”میں وہی ہوں، نہ احسن کانوں کے کچے.....
محبت کی ہے ہم نے..... تمہاری طرح شکی نہیں ہیں
ہم..... آئی بڑی کہیں سے۔“ اس نے سر جھٹکا۔

وہ کبھی انزلہ سے نہیں دیتی تھی انزلہ اپنے حسد و
جلن کی وجہ سے اسے کبھی اچھی نہیں لگی تھی۔ وہ اسے منہ
توڑ جواب دیتی۔

حنا، مریم کا ہاتھ تھام کر جھولے پر بیٹھ گئی۔

”تم کچھ نوٹس نہیں کرو، یہ ایسی ہی ہے۔“

بتاؤ..... تم تصویریں لے کر تو گئی ہوناں.....“

”ہاں..... اچھا.....“ اس نے نئی راہ دکھائی۔

”حیرت ہے تم اتنی اہم بات بھول گئیں۔“

”اسامہ یہاں کا ماحول اتنے کام پھر رمضان
کے روزے..... اسلامی باتیں سب کی مصروفیات اتنا
کچھ ہے کہ مجھے خیال ہی نہیں رہا، مجھے بہت مزہ آرہا
ہے یہاں.....“

”بات کرتی ہو ماما، پاپا سے.....“
”ہاں، اکثر کرتی ہوں انہیں بتاتی ہوں، اذان نماز
سیکھ رہا ہے، اسلامک سینٹر میں قرآن پڑھنے لگا ہے، اس کا
ترکی کے اسکول میں ایڈمیشن کرائیں گے وہاں اس کے
لیے مسئلہ ہو رہا ہے۔ پاپا تو خود ہی فون کر لیتے ہیں۔“

”ہوں.....“

”تمہاری جاب کیسی چل رہی ہے اسامہ.....؟“

”بہت اچھی.....“

”تم کب آؤ گے.....؟“

”ابھی تو مشکل ہے.....“

”میں تو عید کے بعد چلی جاؤں گی.....“

”اگلی دفعہ تو آؤ گی ناں.....“

”ہاں اب سوچا ہے ہر بار رمضان ادھر ہی گزاروں
گی..... اگر یہاں سب نے اسی طرح ویلیم کیا تو.....“

”تو بس ٹھیک ہے..... اگلی دفعہ سہی۔“ اسے
سمجھایا۔ اور خدا حافظ کر کے فون بند کر دیا وہ مان گئی۔

سب سے اچھا وقت مریم کو وہ لگتا جب زبیدہ بیگم (وادی)
اسے مختلف سورتیں یاد کروا رہی ہوتیں اور تلفظ کا مسئلہ ہوتا۔
دادا قرآن پڑھتے گا ہے بگا ہے انہیں دیکھے جاتے۔

☆☆☆

”کی نماز پڑھ کر وہ لان میں آگئی۔ آج موسم
بہت اچھا ہو رہا تھا۔ دھیرے، دھیرے کھلے کا ورد کرتی
وہ موسم کو انجوائے کر رہی تھی۔ حنا بھی باہر آگئی۔ اسے
نیند نہیں آرہی تھی۔

”ارے.....“ ارے کی آواز پر حنا چونکی، بائیں
جانب دیکھا، دیوار سے انزلہ جھانک رہی تھی۔

جانب آگیا اسے دوپہر کو نیند نہیں آتی تھی۔ مریم سنبھل کر بیٹھی۔

”بھئی اسامہ بھائی..... ابھی انزلہ، مریم سے خوب بدتمیزی کر کے گئی ہے۔ میں نے خوب سنائی۔“

”بہت اچھا کیا.....“

”دراصل میں اسے اسامہ بھائی کی منگنی ٹوٹنے کی رُوداد سنارہی تھی۔“

”ہوں.....“

”انزلہ بہت روڈ ہے مریم اس سے آپ دور رہا کریں.....“

”شرمندہ سی بیٹھی مریم کو معاذ نے دیکھ کر کہا۔ مریم مسکرا دی۔ معاذ کو وہ بہت اچھی لگی..... اور دوپٹے کے ہالے میں اس کا خوب صورت چہرہ تو بہت خوب صورت لگتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا اسامہ سے صاف بات کرنے کا اس کے بعد وہ مریم سے بات کرتا۔ وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ معاذ سرگھما کر انہیں جاتا دیکھتا رہا۔ اور پھر اسی جھولے پر بیٹھ گیا۔“

”مریم.....“ گہری سانس لی۔ مریم سے اسے محبت ہو گئی تھی۔ کیوٹ، انوینٹ اور اتھل سی مریم.....

☆☆☆

آج جانے کیا یاد آیا کہ زویا اور حنا کو لپ ٹاپ پر تصویریں دکھانے بیٹھ گئی۔

”ماما، پاپا، اذان، یہ میری اسٹیپ مدر ہیں یہ میری ماما..... اور تمہیں بتایا تھا کہ ناں کہ پاکستان سے بھی تعلق رکھتی ہوں میرے نانا نے ترکی لڑکی سے شادی کی تھی۔ میں تمہیں اپنی پرانی تصویریں بھی دکھاتی ہوں، میری خواہش ہے کہ میں انہیں ڈھونڈوں اور یہیں پاکستان میں رہ جاؤں.....“ وہ اٹھی اور سوٹ کیس سے چھوٹا سا بیگ نکالا اور بیڈ پر رکھ کر کھولنے لگی۔

”مگر میرے پاپا کہتے ہیں کہ تم ایک عرصے سے امریکا میں ہو۔ پاکستانی فیملی تمہیں قبول نہیں کرے گی۔ پھر تم ہرٹ ہوگی.....“ بیگ کھول کر اس نے تصویریں بیڈ پر نکال دیں۔

زویا، لپ ٹاپ چھوڑ کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء 117

”یہ اتنی روڈ کیوں ہے..... اسے مجھ پر غصہ کیوں آتا ہے؟“ مریم نے معصومیت سے پوچھا۔

”اس کے خیال میں تم نے اس کے حق پر ڈاکا ڈالا ہے۔ یہ اسامہ بھائی کی منگیتھی، اس نے تمہیں اسامہ بھائی کے ساتھ دیکھا تو جل گئی۔ غلط باتیں پھیلائیں، اسامہ بھائی پر شک کیا۔ انہیں یہ سب اچھا نہیں لگا۔ پھر اس نے تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا پچھلی دفعہ..... اسامہ بھائی نے منگنی توڑ دی۔ انہیں انزلہ سے ایسی امید نہیں تھی۔“ مریم ساکت بیٹھی سن رہی تھی۔

”یہ کہتی تھی اسامہ تم سے شادی کر لے گا جبکہ اسامہ بھائی نے دادا جان سے کہہ دیا تھا کہ مریم صرف میری کلاس فیلو ہے وہ بہت اچھی لڑکی ہے، وہ صرف ایشیائی کچر دیکھنے آئی ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن اسے اچھا لگتا ہے اور ایسا ہی ہے۔ اب تک انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔“

”اور.....“ مریم نے دھیرے سے اسے دیکھا۔

”اور..... کیا کچھ ایسا ہے کہ تم اور اسامہ بھائی؟“ بغور اس کا جائزہ لیا۔

”نہیں، ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے، وہ میرا رہبر ہے اس نے مجھے میرے نقطہ نظر تک پہنچنے میں مدد دی ہے..... بس۔“ دھیرے سے کہا۔ وہ گم صم تھی

آج اسے اسامہ کا گریز و فرار سمجھ آ گیا تھا۔

”اسامہ بھائی، انزلہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہی کی پسند تھی پھر ان کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ اب کچھ ٹائم لگے گا انہیں سنبھلنے میں۔“ حنا نے اسامہ کی کہانی سنا دی۔

مریم کو بہت افسوس ہوا۔

”مجھے بہت افسوس ہوا حنا..... یہ سب سن کر.....“

”ارے نہیں، اس میں افسوس کی کیا بات ہے..... یہ ان کی قسمت میں ہی نہیں تھی۔ ہم مسلمان تقدیر پر بہت بھروسہ کرتے ہیں۔ انزلہ نے ان کی قدر نہیں کی بہت ناکس ہیں وہ.....“

”کون ناکس ہے بھئی.....“ معاذ باہر آیا تو ان کی

بہت پرانی تصویریں تھیں ایک گروپ فوٹو مختلف بڑی عمر کے بچوں کا..... عورت مرد کے ساتھ ایک بچی، بچی کے مختلف پوز..... ایک گھر کے باہر کی تصویر تھی..... زویا تو ہکا بکا رہ گئی۔

”میں نایاب اور مریم..... میرا بھائی ثار..... امی جان.....“ تصویر پٹی لکھا تھا۔

حنا کو دیکھا۔ حنا سنہک تھی۔ مریم کو دیکھا..... آپا جان (یعنی بڑی دادی) کا پر تو ان کی مشابہت رکھتی..... دادی جان کے وہم، خدشے محض خدشے نہیں تھے۔ وہ بیڈ سے اتری۔

”دادا جان، دادی جان!“ جھپٹ کر تصویریں اٹھائی۔ حواس باختہ باہر بھاگی..... دوپٹا پھسل رہا تھا۔

”دادی، دادی..... دادی جان.....“

”الٹی خیر.....“ نماز کے لیے کھڑی ہوتی زبیدہ بیگم تھم کر دروازے کی جانب دیکھنے لگیں۔ زویا کی آواز قریب آرہی تھی۔ دروازہ دھاڑ سے کھلا زویا..... حواس باختہ اندر آئی۔ اس کی سانس پھول رہی تھی۔

”دادی، دادی.....“

کریم حسن نواز نے بیچ سورہ بند کر کے اسے دیکھا۔

”دادا جان، یہ دیکھیں، دیکھیں یہ تصویریں..... مریم نے دکھائی ہیں اور ایسی ہی تصویریں پچھلے سال جب مریم آئی تھی آپ نے آپا جان کو دکھائی تھیں ناں.....“

تصویریں ان کے سامنے رکھیں۔ زبیدہ بیگم قریب آکر بیٹھیں۔ عینک کی اوٹ سے ایک تصویر..... دیکھی اور اٹھالی۔

”آپا جان..... زبیدہ باجی، بھیا، ابا جان، بلال اور ثار.....“ دادا جان ایک، ایک تصویر دیکھ رہے تھے۔

”میرا بھائی، میرا پیارا بھائی بلال.....“ دادی نے تصویر چوم لی۔ مشابہت ایسے ہی نہیں تھی مضائقہ نہیں تھا۔

”کہاں ہے مریم؟“

گھبراہٹ پریشان مریم، حنا کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔

”مریم، یہ.....“ دادا جان نے اس کی جانب دیکھا۔

حواس باختہ مریم سامنے آکر بیٹھ گئی۔

”تم کون ہو اور یہ تصویریں.....“ سنجیدگی سے دیکھا۔ زبیدہ بیگم ساکت تھیں۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔ زویا دو زانو دم بخود تھی۔ حنا پیچھے کھڑی تھی۔ ایک تصویر اس کے سامنے رکھی۔ پیچھے لکھا تھا ”میں رہا باب اور مریم.....“

انہیں دیکھا۔

”یہ میری ماما کے ماما اور پاپا ہیں، میری ماما کا نام مریم تھا۔“

”اور تم..... تمہارا نام بھی تو مریم ہے۔“

”میرا نام فاطمہ رکھا تھا میری ماما نے..... مگر ان کی ڈیڑھ کے بعد پاپا نے میرا نام ان کے نام پر مریم رکھ دیا۔ انہیں ماما سے بہت محبت تھی۔“

”اماں جان کا نام فاطمہ بی بی تھا۔“

”تم امریکا کیسے گئیں.....؟“

”میری ماما ترکی میں رہتی تھیں، پاپا پڑھنے کے لیے ترکی گئے ہوئے تھے۔ بس ادھر ہی شادی ہو گئی..... پھر پاپا میری ماما کے انتقال کے بعد امریکا آ گئے۔ ان کا دل نہیں لگا۔“

”اور..... یہ بلال.....“ تصویر کی جانب اشارہ کیا۔

”ان کا بہت پہلے انتقال ہو گیا۔ پاپا نے بتایا کہ مریم کو اس کی ماما نے اکیلے پالا تھا۔ ان کی شادی کو پاکستان میں قبول نہیں کیا گیا تھا۔ اس بات کا بلال احمد کو بہت دکھ تھا۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ پاکستان جانا چاہتے تھے مگر بلال احمد کے پاپا نے اس شادی کو قبول نہیں کیا، ہارٹ اٹیک سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے بھائی آکر ڈیڑھ باڈی لے گئے تھے۔“ اپنے پاپا سے سنی ساری کہانی اس نے سنا دی۔ سب دم بخود سن رہے تھے۔

دادی نے مریم کو سینے سے لگایا اور پھوٹ، پھوٹ کر رو دیں۔ مریم ان کے بھائی کی بیٹی کی بیٹی تھی۔ ان کی نواسی تھی، مشابہت محض اتفاق نہیں تھی

خون آخر خون ہوتا ہے ان کے خاندان کا خون شریف، پاکیزہ اور خالص تھا۔ آج ان سے آ ملا۔

www.zemtime.com

کی محبت میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ اسامہ کا فون روز آ رہا تھا۔ اتنی، مذہبی، دین دار، نمازی پرہیز گاران کی نوا سی تھی۔ زبیدہ بیگم تو داری صدمے جاتی تھیں۔

معاذ کی انیسیت، محبت میں اضافہ ہو گیا تھا تاہم اقرار اور الفت کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ ”کاش امی ہوتیں یا میری کوئی بہن ہوتی.....“ بڑی حسرت سے سوچا تھا۔ معاذ سمجھ احمد کی کوئی بہن نہیں تھی۔ کریم حسن کی سب سے چھوٹی بیٹی ماہ پارا کا بیٹا تھا اور ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اس کے امی، ابو کا انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے ہی اسے پالا تھا۔ وہ ان کے ساتھ ہی رہتا۔ ذہین، کم گو بینک آفیسر معاذ سمجھ سب کو پسند تھا۔

☆☆☆

آج چاند رات تھی، ایک ہلچل سی تھی۔ تین دن بعد زویا اور حنا کا مایوں بھی تھا۔ یہ چاند رات یادگار تھی۔ اسامہ، زویا کی شادی پر بھی نہیں آ رہا تھا۔ زویا بہت ناراض تھی اس سے۔

مریم نے اسے سمجھایا اسے زویا کی شادی پر ضرور آنا چاہیے..... وہ خاموش رہا۔ زویا نے مریم کے ہاتھوں پر بھر، بھر کر مہندی لگائی۔ اس کے پہننے کے لیے ڈھیر ساری چوڑیاں لیں۔

عید کی صبح بہت پُر نور اور پر رونق تھی۔ سب مرد نماز پڑھنے گئے سفید کرتے پا جامے میں سر پڑوٹی، جا۔ نماز لے کر..... لڑکیاں جلدی، جلدی تیار ہوئیں عید کی نماز پڑھی۔ اور کل سے تیار کیے جانے والے مختلف لوازمات لا کر ڈائننگ ٹیبل پر رکھے۔ سوٹیاں..... شیر خرماء، چاٹ، دہی بڑے..... فروٹ، نمکو، وغیرہ..... نماز عید کی ادائیگی کے بعد سب واپس آئے عید ملے اور شیر خرماء کھاتے ہی سب دادا، دادی کے گرد جمع ہو کر عیدی مانگنے لگے۔ شور، شرابا، ہنگامہ، مطلوبہ عیدی کا تقاضا، دادی کے پہلو میں بیٹھی لائٹ گرین، چوڑی دار پا جامہ، کرتا، کرن لگا دو پٹا..... بھری، بھری چوڑیاں پہنے..... مریم مسکراتے ہوئے سب کچھ دیکھ رہی تھی

بلال کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ آج اس کا خون اپنوں میں تھا۔ بیٹی نہ سہی..... بیٹی کی اولاد سہی..... مریم ہٹا ہٹا تھی۔ جن کو وہ اتنا عزیز رکھتی تھی جو اس کی زندگی کی اساس اور بنیاد تھے۔ وہ سب اس کے رشتے دار تھے، پاکستانی تھے، تلاش بھی نہیں کیا اور خود بخود آئے۔

وہ بھی زبیدہ بیگم کے گلے لگ کر پھوٹ، پھوٹ کر رو دی۔ زویا نے اس کے شانے سے سر نکال دیا۔ دادا مسکرا دیے اس کے قول میں تضاد نہیں تھا۔ تصویریں گواہ تھیں اور یہی تصویریں ان کے پاس بھی تھیں پھر جھوٹ کیسا.....

آنا فائبر پورے نواز ہاؤس میں گردش کر گئی۔ سب دوڑے چلے آئے، پھڑی ہوئی نوا سی اور تانی..... کا ملاپ دیکھنے.....

زویا نے امریکا فون ملا دیا۔ اور اسامہ یہ خبر سن کر دنگ رہ گیا۔

کریم حسن نے امریکا فون کر کے مریم کے پاپا سے وڈیو کال کی۔ ساری کہانی ان کی زبانی سنی..... سب ہمہ تن گوش تھے اور زبیدہ بیگم کے شانے پر سر رکھے۔ مریم دم بخود تھی۔ کتنی دور کی کڑیاں کہاں ملی تھیں آکر۔

”میری پیاری بہن.....“ زویا نے اسے بہت پیار کیا۔ گلے لگایا۔

”پہلے میں تمہاری سسر نہیں تھی؟“ وہ مسکرائی۔ ”تھیں مگر اب رشتہ اور مضبوط ہو گیا ہے تم دادی کی نوا سی ہو اسی لیے میرے بھی قریب ہو.....“ چٹا چٹا رخسار چومے۔ رات اسامہ نے فون کر کے اسے بہت مبارک باد دی۔ اسے یقین دلایا۔ گزرتے دنوں کے ساتھ رمضان کی رحمتوں، برکتوں میں اضافہ ہوتا گیا کتنی الوہی اور بابرکت سعائیں تھیں کہ نئے رشتے قلبی رشتے جو اس نے محض سوچے تھے اس کی زندگی میں آ گئے تھے۔ اسے بھی گرینڈ رشتے مل گئے تھے۔ زبیدہ بیگم اسے شروع سے اچھی لگتی تھیں اب ان

اسے سب بہت اچھا لگ رہا تھا۔ دل پر نقش ہو رہا تھا۔
دادی نے سب سے پہلے اسے عیدی دی۔ اور وہ حیران
رہ گئی۔ فردا فردا سب نے اسے عیدی دی۔ اسامہ کے
امی، ابو نے حمزہ، احسن، رحمن۔

”مجھے دے دو، میں سنبھال لوں.....“ معاذ نے
شرارت سے کہا سب چیخے اور اس نے بھی ایک لفافہ
اسے دے دیا۔ سب سے بھاری تھا۔

”دس، دس کے نوٹ ہوں گے سو.....“ حمزہ
ہنسا۔ سب ہنس دیے۔

”سو، سو کے بھی ہو سکتے ہیں۔“ سب چھیڑنے
لگے، دادا جان نے سب کو یکساں عیدی دی۔ دوپہر کو
دستر خوان بہت وسیع تھا مہمانوں کا آنا جانا لگا رہا۔
رات کو پایا کو عید مبارک کا فون کیا۔

ان کی ترکی جانے کی تیاری مکمل تھی۔

”تم پاکستان ضرور آؤ زویا کی شادی میں.....“
اس نے اسامہ کو فون کیا۔

”میرا دل نہیں چاہتا۔“

”نہیں اسامہ تمہیں آنا چاہیے، اگر اس نے
تمہارے ساتھ برا کیا تو تم کیوں ہرٹ ہو رہے ہو، وہ
تمہاری تقدیر میں نہیں تھی۔“

”کس نے.....؟“ اسامہ حیران ہوا۔

”انزلہ نے..... مجھے حنا نے بتایا ہے سب.....“

تمہیں اس سے محبت تھی ناں..... اسی لیے تمہیں دکھ ہے

مگر اب تو اس کی شادی بھی ہو گئی ہے۔ بچے بھی ہیں۔“

”نہیں ایسا کچھ نہیں ہے مریم..... بس ویسے ہی.....“

”نہیں اسامہ تم آؤ..... اپنی نئی زندگی شروع کرو

اچھی سی لڑکی کے ساتھ ورنہ..... تمہاری ماما.....“

”کیا ہوا ماما کو.....“

”تمہاری ماما مجھے کچھ نہیں کہیں مگر گھور، گھور کر

مار دیں گی۔“

”پاگل ہو تم..... وہ تم کو کیوں ماریں گی؟“

”اس لیے کہ میری وجہ سے تمہاری فیاسی ناراض

ہوئی۔ جھگڑا ہوا..... اختلاف ہوئے، انجمنٹ ٹوٹ

گئی۔ تم پاکستان نہیں آرہے.....“
”اوہ..... میرے خدایا.....“ ساری کہانی اسے
از بر تھی۔

”اسامہ وہ سب پاسٹ ہے فیوچر میں جیو.....“

اور آکر شادی کرو..... مجھے بھی واپس جانا ہے..... پایا

بلا رہے ہیں۔“ اسامہ خاموش ہو گیا۔

”اوکے، میں دیکھتا ہوں.....“ فون بند ہو گیا۔

☆☆☆

آج زویا اور حنا کا مایوں تھا۔ اس کے لیے بھی

پہلا غرارہ بنایا گیا تھا۔ جسے پہن کر اسے سنبھالتی وہ

ادھر ادھر چلتی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ سر پر اسکا راف

تھا..... زویا کی سب کزنز آئی ہوئی تھیں۔ ڈھولکی،

ابٹن، مہندی، شور شرابا.....

مریم بھی آج پہلی بار قریب سے پاکستانی شادی

دیکھ رہی تھی۔

معاذ کی نظریں آتی جاتی مریم پر تھیں۔ دل پر قابو

نہیں رہا تھا تو قریب آ گیا۔

”بہت اچھی لگ رہی ہو..... فیری ایسی.....“

”اچھا.....“ وہ ہنسی۔

”ایک بات کہوں.....“

”ہوں.....“ نگاہ اٹھائی۔

”مجھ سے شادی کرو گی.....؟“ معاذ نے آج دل

کی بات کہہ دی۔

مریم اسے دیکھے گئی۔

”بولو.....“ اس کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ سے

مٹھائی کا ٹکڑا اٹھالیا۔

”آئی ڈونٹ نو..... میں نے کچھ سوچا نہیں اس

بارے میں.....“

”تمہاری کوئی پسند؟“

وہ لمحہ بھر کو رکی۔

”نہیں، مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔“

”دادی سے بات کروں.....“ مسکرا کر شرارت

سے دیکھا۔ مریم اسے دیکھے گئی۔

”اسامہ کوئی ایسا فیصلہ مت کرنا جو ہم سب کے لیے ناپسندیدہ ہو اور اس انگریزوں سے تو بالکل بھی نہیں..... جس کے ماضی کا پتا نہ مستقبل کا..... کب تک مسلمان رہتی ہے یہ بھی نہیں پتا۔“

”امی پلیز.....“ اسامہ کو ملال ہوا۔

”مجھے مکنوں سے شادی کرنی ہے، پچھو عمارہ کی چھوٹی بیٹی مکنوں سے جو آپ کی دوست ہیں، آپ کو عزیز ہیں..... اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔“

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

”وہ گھر بیٹھی ہے دو سال سے اس کے لیے کوئی رشتہ نہیں آیا۔“ زہرہ بیگم ششدر رہ گئیں۔ سب کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ شادی کے لیے اس نے مریم کا نام نہیں لیا تھا۔

”جو بھی آپ سب کا فیصلہ ہو مجھے بتا دیجیے گا۔“ کھڑا ہوا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆

”ہم سب سمجھ رہے تھے کہ تم مریم کا نام لو گے۔“ حمزہ نے کمرے میں آتے ہی کہہ دیا۔ موبائل کھولتے ہوئے اسے دیکھا۔ اور گہری سانس لی۔

”ہاں، ہاں پہلے میں نے سوچا تھا کہ مگر پھر نفی کر دی اس لیے کہ مریم بہت نازک، اچھی لڑکی ہے وہ اتنی اندر سے مضبوط نہیں ہے اسے گھریلو سیاستیں نہیں آتیں، امی جیسی ساس پا کر وہ جیتے جی مر جاتی۔ امی نے اسے انگریزوں کے، یہودیت کے طعنے دے دے، دے کر مار دینا تھا۔ وہ تو اسے مسلمان بھی نہیں مانتیں۔ پھر کیا فائدہ اسے ایک زہر آلود زندگی دینے کا..... وہ بہت نیک لڑکی ہے، میں اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ میں ساری عمر باہر بھی نہیں رہ سکتا۔ حمزہ..... میں مریم کو امی کے عتاب کا نشانہ بھی نہیں بنا سکتا۔ وہ مجھ پر بہت بھروسہ کرتی ہے اور رشتے اگر دل سے قبول نہ ہوں تو انہیں بے حرمت نہیں کرنا چاہیے۔“ دھیرے، دھیرے وہ کہہ رہا تھا۔

حمزہ نے دلگیر سے اسامہ کا ہاتھ تھام لیا۔

اس کی پلیٹ سے گلاب جامن اٹھا کر بے ساختہ اس کے منہ کی جانب بڑھائی۔ گھبرا کر اس نے منہ کھولا..... معاذ نے گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دی۔ اور کسی کے آنے کے خیال سے مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو.....“

☆☆☆

اور..... اور بالکل اچانک اگلے دن اسامہ آ گیا زویا کی مہندی تھی۔ پہلے مہندی میں لگاؤں گا.....“ ہجوم کو چیرتا ہوا آگے آتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

زویا ہکا بکا، مریم ساکت.....

”بھائی.....“ اس کے کندھے سے لگ کر وہ رو دی۔

”آں..... ہاں..... بد شگونئی نہیں.....“ اسے پیچھے کیا..... آنسو صاف کیے اور ہاتھ تھام لیا۔ مہندی کی رونقیں دوبالا ہو گئیں۔

محسن نواز..... زہرہ بیگم..... دادا جان، دادی جان واری صدقے ہو گئے۔

”تمہاری بھی شادی کروں گی ہتھکڑی لگ جائے گی تو بھاگو گے نہیں۔“ امی نے کان پکڑا۔

”ہاں، مجھے بھاگنا بھی نہیں ہے۔“ مسکرایا۔

وہ سب دادا جان کے کمرے میں جمع تھے۔

مریم، زہرہ بیگم کے پہلو میں براجمان تھی۔

”اگر تم اس کو نہ لاتے تو آج تمہاری بھی شادی ہوتی۔“ زہرہ بیگم نے کان میں سرگوشی کی۔

”امی.....“ ملال سے انہیں دیکھا۔ ”شکر کریں کہ میں اس کی فتنہ صفتی سے بچ گیا۔ کیسی جھگڑا اور شکی مزاج ہے۔“ وہ چپ ہو گئیں۔ ”گزارہ تھا آپ کا اور اب..... اب بھی میں اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کروں گا.....“ ایک نگاہ دور بیٹھی مریم پر ڈالی جو دادی کے پاؤں دبا رہی تھی۔

انہوں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا ان کا خون کھول گیا۔ تو ان کے خدشات ٹھیک ہیں، اسامہ اس سے کمرے گا شادی.....

قربان ہوتا ہے۔

☆☆☆

زہرہ بیگم اور محسن نواز نے اسامہ کی بات مان لی.....
مکنون کا رشتہ مانگ لیا۔ دادا، دادی بہت خوش تھے۔ انہیں
اسامہ پر پیارا آیا۔ زویا خوش ہو کر بھائی کے گلے لگی۔
”مریم بھی بری نہیں تھی پر مکنون بہت اچھی ہے،
آپ سے بہت محبت کرتی ہے بچپن سے۔“

”ہیں..... کیا کہہ رہی ہو.....؟“ وہ حیران تھا۔
”ہاں بھائی، انزلہ سے آپ کی منگنی ہوئی تو اسے
بہت دکھ تھا اور یہ اس کی دعائیں تھیں کہ اس کی شادی
آپ سے طے ہوگئی۔ وہ آپ کی قسمت میں تھی جو اس
کی نہیں اور شادی نہ ہوئی کسی کی سزا، کسی کے لیے جڑا
بن رہی تھی۔“
بڑوں کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ زویا کی رخصتی میں اسامہ
کا نکاح ہو گا مگر اسامہ نے منع کر دیا۔ شادی، نکاح،
رخصتی سب ساتھ ہو گا۔ زویا نے مریم کو بتایا۔ مریم بہت
خوش ہوئی۔ اس نے مبارک باد دی اسامہ کو۔
”دادی تمہارے لیے بھی رشتہ دیکھ رہی ہیں۔“
”اچھا.....“ مریم حیران ہوئی۔

”مگر مجھے تو ابھی واپس جانا ہے پاپا، ماما..... میرا
انتظار کر رہے ہیں۔“
”مگر تمہاری تو خواہش تھی ناں کہ تمہاری شادی
پاکستان میں ہو۔“

”ہاں تھی اور ہے بھی.....“ اس نے دو ٹوک کہا۔
”تو بس شادی کے بعد آتی جاتی رہنا..... وہ بھی
ترکی میں نئی زندگی شروع کریں گے، تمہاری شادی کے
لیے باقاعدہ ان سے پوچھا جائے گا۔ پھر ہم انہیں
یہاں بلوائیں گے۔ اور بالکل زویا کی طرح تمہاری
شادی بھی ہوگی۔“

وہ شرارت سے ہنسا۔

”کس سے بھلا.....؟“

”وہ دراصل.....“ سر کھجایا۔

”ہاں، ابھی زیرِ غور ہے پکا فیصلہ نہیں ہوا بس یہ
سوچ لو کہ میرا فیصلہ ہے اور پھر مجھے ہی عمل کروانا ہے

”میں مریم سے شادی کر کے انزلہ کے شک کو ہوا
بھی نہیں دینا چاہتا۔ مکنون سے شادی، انزلہ کے لیے سزا
ہوگی، بے بنیاد شک، اسے پشیمان رکھے گا، اپنی زندگی کا
غلط انتخاب اسے میری یاد دلائے گا۔ میں اپنی محبت کو
امریکا میں دفن کر کے آیا ہوں، وہ اپنی محبت کو روز دیکھے
گی اور روز مرے گی۔ اس کا مدفن نہیں ہو گا حمزہ..... اس
نے تہمت لگائی تھی اسامہ جیسے پاکیزہ نفس انسان پر، میرا
حق بننا ہے اسے سزا دوں.....“ وہ رو دیا۔

حمزہ نے اسے سینے سے لگا لیا۔ دونوں بچپن کے
دوست تھے۔ اسامہ کا دل ہلکا ہونے لگا۔

”ہم کسی کے لیے اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتے
ہیں، یہ زندگی ہمیں ایک بار ملی ہے۔“ پیچھے ہوا۔ ”محبت
بار، بار نہیں ہوتی، مجھے یقین ہے میں مکنون کو بہت خوش
رکھوں گا..... پہلے منگنی ٹوٹی۔ پھر نکاح زویا نے بتایا کہ
وہ نفسیاتی ہو گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا خیال،
دھیان اسے زندگی کی طرف لے آئے گا۔ میں ایک بار
پھر محبت کروں گا..... مگر.....“ دھیرے سے گہری
سانس لے کر ہنسا..... ”اپنے بچوں سے۔“
”ان شاء اللہ.....“ حمزہ بھی ہنسا۔

”اور رہی بات مریم کی..... مریم بہت زیادہ محبت،
توجہ کی حقدار ہے، اس کا ماضی بے داغ، شفاف اور
پاکیزہ ہے، میں نے اس کے ساتھ ایک عرصہ گزارا
ہے، اس کے کردار کی میں گواہی دے سکتا ہوں۔“
”ہاں دیگ کا ایک دانہ دیکھ کر تو ہم بھی بتا سکتے
ہیں کہ دیگ کیسی ہے۔“ حمزہ شرارت سے گویا ہوا۔
”اس کے کردار کا تو میں بھی گواہ ہوں.....“ حمزہ
نے تقدس بھرے لہجے میں کہا۔

”مریم کے لیے ایسا گھرانہ چاہیے جہاں ساس،
نندیں نہ ہوں..... کوئی اسے ماضی کا طعنہ نہ دے،
انگریز نہ کہے..... اس کے مسلمان ہونے پر شک نہ
کرے کیونکہ وہ اپنی زندگی میں پہلی بار محبت کرنے کی
اسے مکمل محبت ملنی چاہیے۔“ اس کے انداز میں محبت
اور احترام تھا۔ حمزہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ کوئی ایسے بھی

”تم میری بہن کی زندگی برباد نہیں کر سکتے۔
آوارہ انسان.....“ اس نے اسامہ کو بے بہاؤ کی
سنائیں۔ اسامہ نے فون بند کر دیا۔ اسے عجیب نفرت
ہو گئی تھی اس سے۔

معاذ اسے بہت عزیز تھا، سمجھدار اور ذہین،
اسامہ نے معاذ اور مریم کے سلسلے میں دادا جان سے
بات کی دونوں اسے دیکھتے رہے۔

”مریم کے لیے اس سے بہتر کوئی نہیں ہے دادا
جان۔ میں چاہتا ہوں وہ امریکا نہ جائے اس کی شادی
کر دیں معاذ سے اس کے پیرٹس کو بھی بلوالیں گے۔“
”تو اس کے پیرٹس مان جائیں گے اور اِدھر
معاذ بھی مان جائے گا؟“ دادا جان نے پوچھا۔

”سو فیصد.....“ اسامہ ہنسا۔ ”ہماری لڑکی میں
کس چیز کی کمی ہے۔“

”تو ہمارے برخوردار میں کس بات کی کمی ہے۔
ہا ہا ہا.....“ دادا جان ہنسے..... اسامہ بھی ان کا ساتھ
دینے لگا۔

☆☆☆

”معاذ میں نے تمہارے لیے رشتہ دیکھ لیا ہے
میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ ہی تمہاری شادی ہو۔“
معاذ کے کمرے میں آ کر اسامہ نے کہا۔

معاذ ہکا بکا رہ گیا تھا اور جب اس نے مریم کا نام
لیا تو معاذ ساکت رہ گیا۔

”تم ہمیشہ خوش رہو گے معاذ۔“ اس نے ہاتھ
تھام لیا۔ معاذ اس کے گلے لگ گیا۔

”یہ تمہاری نیکیوں کا ثمر ہے، میں پچھلی دفعہ سوچ
کر گیا تھا کہ اگر مریم نے دل سے خود سے اسلام قبول
کیا تو میں اسے تمہارا رشتہ دوں گا، تم اس سے ہر حال
میں واقف ہو اور کچھ پوچھنا ہے، انکار کرنا ہے تو بتا دو،
میں نے ابھی مریم سے بات نہیں کی۔“

”منظور ہے اسامہ مجھے بنا کسی سوال کے.....“
معاذ کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

”وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔“ معاذ بولا۔

ماہنامہ پاکیزہ۔ دسمبر 2022ء (124)

تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں..... میری پسند.....“
مریم، اسامہ کو دیکھے گئی۔ اسامہ اسے بہت اچھا لگتا تھا
مگر اس کے ساتھ شادی کے لیے سوچا نہیں تھا۔

”اسامہ تم مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہو.....“
”ہاں، اس لیے تمہیں بہت اچھا ہم سفر دینا چاہتا
ہوں.....“ مریم نے سر جھکا لیا۔ اندر آتا معاذ چو لکا اور
پھر اندر آ گیا۔

”اسامہ، نانا ابو بلا رہے ہیں۔“
”اوکے، میں تیار ہو کر آتا ہوں.....“ وہ باہر نکل گیا۔
”تم تیار نہیں ہوئیں.....؟“ وہ سر جھکائے بیٹھی
مریم کو دیکھنے لگا۔

”ہاں بس جارہی ہوں۔“ وہ کھڑی ہوئی۔
”میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“ اس نے
دانتے روکا۔

”میری نانی ہیں ناں.....“ مریم نے سر اٹھایا۔
وہ شرارت سے ہنسا۔ مریم اسے دیکھے گئی۔
زویا کی شادی دھوم دھام سے ہوئی۔ اگلے دن
شاعر سا ولیمہ ہوا۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔
زہرہ بیگم کا رویہ مریم سے اچھا ہو گیا تھا۔ اک
مکو اتھی جو ہٹ گئی تھی۔

☆☆☆

زویا نے ہی بتایا کہ انزلہ نے گھر میں جھگڑا کیا۔
وہ مکنون اور اسامہ کے رشتہ کے بہت خلاف تھی۔ پر
اسامہ مطمئن تھا۔

عمارہ پچھو کو اس سے محبت تھی اسامہ کو یقین تھا کہ
فیصلہ اسی کے حق میں ہوگا..... وہ اپنے اماں، ابا کی
بات مان نہیں سکتی تھیں۔

انزلہ نے حماقت کی حد کر دی تھی اب اس کی
باتوں میں آ کر احمق نہیں بن سکتی تھیں۔ نہ کوئی اور
حماقت کر سکتی تھیں۔ انزلہ نے اپنی لگائی ہوئی آگ میں
خود جلنا تھا۔ اپنی جلد بازی پر انزلہ جتنا ماتم کرتی کم تھا۔
یہ سننا ہی سو ہانا روح تھا۔ اسامہ، مریم سے نہیں مکنون
سے شادی کا خواہاں تھا۔

”یہ خوشی کے آنسو ہیں، میں نے اس کے لیے دعا کی تھی۔“ معاذ کو وہ اس وقت بہت اچھی لگ رہی تھی۔

”میں تم سے ضروری بات کرنے آیا تھا۔“

”کیا.....؟“ آفیل ٹھیک کر کے اسے دیکھا۔

”تمہارا رشتہ تو طے کر دیا ہے مگر پہلے تم اپنی مرضی

بتاؤ پھر..... تمہارے پاپا سے بات کریں گے.....“

مریم نے گڑبڑا کر معاذ کو دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

”آنا فانا فوانہ ہاؤس نے معاذ اور مریم کے

رشتے کی خبر سنی..... مریم کے پاپا سے فون کر کے پوچھا

گیا فیصلہ انہوں نے مریم پر چھوڑ دیا تھا۔ انہیں پاکستان

آنے کی دعوت دی گئی۔ وہ اسی وقت ترکی جا رہے

تھے۔ وہاں سے ہو کر آئیں گے اگلے ماہ..... اتوار کو

اسامہ، مکنون اور معاذ، مریم کی منگنی رکھ دی گئی۔ شادی

جب مریم کی فیملی آجاتی تو ہونی تھی۔

منگنی کا سارا انتظام، وسیع و عریض لان میں کیا

گیا تھا۔ سفید برقی قہقروں سے دیوار و در بجائے گئے

تھے۔ زویا تو اس کے گلے کا ہاتھی۔ سفید میکسی میں وہ

واقعی کوئی حور پری لگ رہی تھی۔ سر پر سفید نگوں والا

اسکارف ہاتھوں میں چوڑیاں، معاذ اور اسامہ بھی

وائٹ کلف والے کرتے پاجاموں میں تھے۔ ان کے

چہروں کی مسکراہٹ ان کے دل کی خوشی کی عکاس

تھی۔ سارے لڑکے لان کے وسط میں دھمال ڈال

رہے تھے۔

آنکھوں میں ستاروں ایسی چمک لیے مریم اپنی

زندگی کے اس نئے سفر کی پہلی میٹرگی کو بہت انجوائے

کر رہی تھی۔ اس کی نظریں معاذ کی جانب اٹھ رہی

تھیں۔ دادی نے ہی دونوں کو انگوٹھیاں پہنائیں۔

”دادی۔“ اسامہ نے ڈرامائی انداز میں منہ بسورا۔

”آپ دادا کو پہنائیں، انہیں ہم پہنائیں

گے، مطلب اپنی، اپنی منگیتروں کو.....“ اور اس کی

بات پر سارا سچ زعفران زار بن گیا دادا، دادی کے

لبوں پر کلمہ شکر تھا۔

(ختم شد)

”میں نے اسی لیے گھر کے تمام لڑکوں کو سمجھایا تھا

کہ اس سے کوئی بھی خواہ مخواہ فری نہ ہو..... میں اسے

تمہارے لیے منتخب کر چکا تھا۔“

”تم اسے اچھا جانتے ہو تو تم نے کیوں نہیں کی؟“

معاذ نے بے اختیار سوال کیا۔

”انزالہ کے روئے کے بعد میں مکنون کو پچھلی بار

بھی منتخب کر چکا تھا۔ پھر امی بھی مریم کو پسند نہیں کرتی کہ

انگریز ہے تو کیا فائدہ ایسے رشتوں کا جس میں محبت نہ

ہو..... اپنائیت نہ ہو.....“ اسامہ نے گہری سانس لی۔

”ہوں.....“

”اس سے پوچھا ہے؟“

”ابھی پوچھ لیتا ہوں.....“ چٹکی بجائی۔ ”آؤ۔“

دونوں باہر نکلے۔ اور اس کے کمرے میں آگئے۔

اسامہ اسے دیکھ کر چونکا تھا۔ وہ رو رہی تھی، اسے

دیکھ کر اور رو دی۔

”کیا ہوا؟“ وہ سامنے بیٹھا۔

معاذ بے چینی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ دل

دھک، دھک کرنے لگا۔ آج تک اس کی آنکھوں

میں آنسو نہیں دیکھے تھے۔ سیل سائڈ پر رکھا۔

آفیل سے چہرہ صاف کیا۔

”کس کا فون تھا؟“

”امریکا سے فون تھا، روزی کا..... وہ بہت رو

رہی تھی... اس معاشرے نے اس کے ساتھ بہت برا

کیا ہے..... وہ مجھ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی ہے

اسامہ.....“ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

”وہ اسلامک سینٹر جا کر مسلمان ہو گئی۔ وہ کہہ

رہی تھی کہ اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں..... عزت،

تحفظ، سب دیتا ہے۔ وہ..... وہ اب پاپا کے ساتھ ترکی

جا رہی ہے۔“

”بہت، بہت مبارک ہو.....“ اس نے ٹھنڈی

سانس بھری۔

”میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں سے میزائل کی بم

باری ہوئی ہے۔“ وہ ہنس دی۔